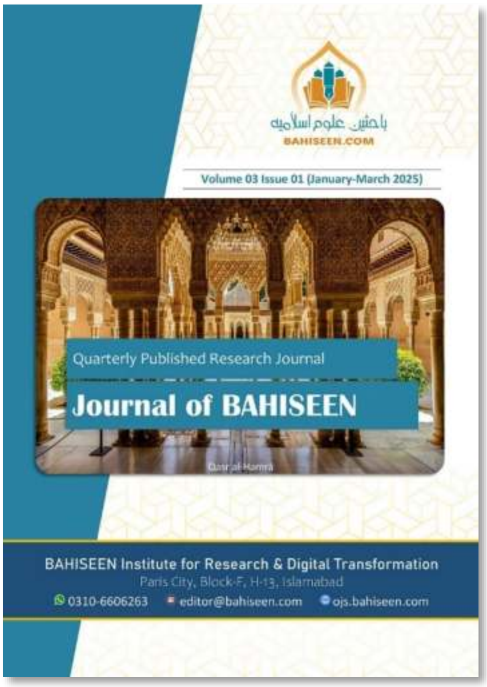

Title
Journal of BAHISEEN
Issue
Volume 03, Issue 01,
January-March 2025
ISSN
ISSN (Online): 2959-4758
ISSN (Print): 2959-474X
Frequency
Quarterly
Copyright ©
Year: 2025
Type: CC-BY-NC
Availability
Open Access
Website
ojs.bahiseen.com
Email
editor@bahiseen.com
Contact
+923106606263
Publisher
BAHISEEN Institute for Research & Digital Transformation, Islamabad

امام مرغینانی کی کتاب ”الہدایۃ“ کا منہج واسلوب اور فقہی مقام ومرتبہ کا تحقیقی مطالعہ

Imam Marghinani's book "Al-Hidayah": A study of methodology, style and jurisprudential status

Wahid Khan
PhD Scholar in Department of Islamic studies,
Shaheed Benazir Bhutto University Sheringal
Email: wahidkhantt1@gmail.com
Dr. Aminullah
Assistant professor/HOD Department of Islamic Studies,
Shaheed Benazir Bhutto University Sheringal Dir Upper
Email: amin@sbbu.edu.pk

Abstract

Islam has a distinct feature where law holds a paramount position. Comprehensive laws addressing existing and future issues are a remarkable achievement unparalleled in history. During the Prophet's lifetime, his blessed personage was the ultimate source for resolving all matters. After his demise, the Companions continued this mission admirably. As time passed, new challenges emerged, and the Four Imams, particularly Imam Abu Hanifa and his disciples (Imam Abu Yusuf, Imam Zufar, and Imam Muhammad), made significant contributions in the second century. Imam Muhammad authored numerous works, and his opinions are now found in various jurisprudential texts, including "Al-Hidayah" by Imam Marghinani. Al-Hidayah showcases the author's profound knowledge, expertise, and interpretive abilities, benefiting scholars for over 800 years. This book has undergone extensive research and remains a staple in religious schools.

Given the scholarly tradition of intellectual debate, Al-Hidayah includes diverse views from Imam Muhammad and other students that sometimes diverge from those of Imam Abu Hanifa, Imam Abu Yusuf, and Imam Zufar.

This study examines Imam Muhammad's individual jurisprudential opinions in Al-Hidayah and their contemporary relevance, aiming to demonstrate their applicability in modern times and promote independent reasoning and research beyond traditional imitation.

Keywords: Al-Hidayah, Jurisprudential Status, Ranking, Imam Marghinani

تمہید

اسلام کا یہ خاصہ ہے، کہ اس میں قانون کو ایک بڑا مقام حاصل ہے۔ تمام پیش آمدہ مسائل کے لیے قوانین جبکہ آنے والے مسائل کے لیے پیشگی قانون سازی یقیناً عظیم الشان کارنامہ ہے جس کا کوئی ثانی نہیں ملتا جب آپ ﷺ بقید حیات تھا تمام مسائل کا منبع ومرجع آپ ﷺ کی ذات مبارک تھی آپ ﷺ کے رحلت کے بعد صحابہ کرام نے اس مشن کو احسن طریقے سے آگے بڑھایا لیکن زمانے کے گزرنے کے ساتھ ساتھ نئے نئے مسائل جنم لینے لگے تو دوسری صدی میں ائمہ اربعہ نے اس میں خوب محنت کی، خاص کر امام ابو حنیفہؒ اور ان کے شاگردوں نے (امام ابو یوسفؒ۔ امام زفر، اور امام محمدؒ) بہت کوششیں کیے ہیں۔ امام محمدؒ نے اس میں بہت سے تصانیف لکھے۔ آج کل امام محمدؒ کے اقوال اپنی کتابوں کے علاوہ دوسرے فقہی کتابوں میں بھی نقل کی گئی ہیں جن میں ایک امام مرغینانیؒ کی کتاب ”الھدایہ“ بھی ہے۔

کتاب الہدایہ، صاحب ہدایہ کے فقہی تبحر و بصیرت، فنی پختگی اور اجتہادی ملکہ کا کامل ثبوت ہے اور آٹھ سو سال سے لے کر آج تک لوگ اس سے سیراب ہوتے چلے آرہے ہیں۔ اس کتاب پر بے شمار محققین نے مختلف اعتبار سے تحقیقی کام کیے ہیں۔ قانونی و فقہی اعتبار سے اس کا عالَم یہ ہے کہ دینی مدارس میں زمانہ دراز سے اس کی تدریس ہو رہی ہیں اور جیسا کہ اہل علم میں مسلمہ روایت ہے کہ فقہی مسائل کی گہرائی میں جاکر ایک دوسرے کے ساتھ حتیٰ کہ شاگرد اپنے اساتذہ کے ساتھ علمی اختلاف رکھ سکتے ہیں۔ اس طرح اس کتاب میں دوسرے شاگردوں کے ساتھ ساتھ امام محمدؒ کی بھی ایسی بہت سی آراء موجود ہیں جو امام ابو حنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ اور امام زفرؒ کے آراء کے خلاف ہیں جب کہ بعض جگہ دوسرے ائمہ کے ساتھ دلیل کی بنیاد پر موافقت رکھتی ہیں۔ اسی تناظر میں، اس موضوع (کتاب الہدایہ میں امام محمدؒ کی انفرادی فقہی آراء کا علمی جائزہ اور ان کی عصری معنویت (کتاب البیوع تا کتاب الخنثی) کا انتخاب کیا ہے۔ تاکہ یہ ثابت ہو سکے، کہ دور جدید میں امام محمدؒ کی آراء کس حد تک نافذ العمل ہیں۔ مزید یہ کہ جامد تقلید سے نکل کر تحقیق کی بنیاد پر اپنے مسلک کے شیوخ کے علاوہ دوسری رائے قائم کرنا علمی دنیا میں مسلمہ روایت ہے جو ایک طرف تو دین میں آسانی اور دوسری طرف امت مسلمہ سے جمود ختم کرنے کا ذریعہ ہے۔

تعارف:

الہدایہ چار جلدوں پر مشتمل امام مرغینانیؒ کی ایک مشہور کتاب ہے۔ اس کی پہلی دو جلدوں کو "ہدایہ اولین" اور آخری دو کو "ہدایہ آخرین" کہا جاتا ہے، اس میں کل ستاون کتب ہیں جو موضوعات کے اعتبار سے کئی کئی ابواب اور فصول پر منقسم ہیں اس کا پس منظر ایسا ہے کہ امام مرغینانیؒ نے جامع الصغیر اور مختصر القدوری پر مبنی ایک کتاب، بدایۃ المبتدی، تحریر کی جس میں جامع الصغیر کی ترتیب کو اپنایا لیکن یہ کتاب پڑھنے میں مشکل تھا تو اس کے لیے شرح، کفایۃ المنتہی، لکھا لیکن وہ بہت طویل اور مبسوط تھا اس لیے امام مرغینانیؒ نے اس کی مختصر کرنے کے لیے ایک اور شرح لکھی تو اس کا نام، الہدایہ، رکھا جو بہت جامع ہے۔ شمس الائمہ محمد بن عبد الستار الکردی[1] نے سب سے پہلے مرغینانی سے اس کتاب (الہدایہ) کا درس لیا۔[2]

تصنیف:

امام مرغینانیؒ نے اپنی اس کتاب کی تصنیف کا آغاز 573 ہجری ماہ ذیقعدہ میں بروز بدھ وقت ظہر میں کیا تھا اس کی تکمیل پر تیرہ سال صرف ہوئے، شیخ اکمل الدینؒ کی روایت کے مطابق صاحب ہدایہ اس مدت کے دوران مسلسل روزے سے رہے اور یہ کوشش کرتے رہے کہ کسی کو روزے کا علم نہ ہو، جب خادم کھانا لاتا تو مرغینانی کھانا لے کر چلے جانے کا کہا کرتے، اور بعد میں کسی اور طالب علم کو وہ کھانا کھلا دیا کرتے، اور خادم خالی برتن واپس لے جاتے ہوئے یہ سمجھتا کہ کھانا آپ ہی نے کھایا ہوگا۔[3]

محقق طاش کبری زادہ لکھتے ہیں: کہ امام مرغینانی کے اس زہد اور ورع کی برکت سے ان کی یہ کتاب (الہدایہ) علماء و فضلا میں حد درجہ مقبولیت کی حامل بنی ہوئی ہے اور اس عمل سے جو تزکیہ نفس، باطن کی صفائی ہوئی اس کی کوئی مثال نہیں ہے لہذا ذہنی پاکیزگی، تقویٰ اور طہارت دینی اجتہاد کے لیے شرط کے طور پر مطلوب ہے۔[4]

الہدایہ کا فقہی مقام و مرتبہ:

امام مرغینانیؒ کی تصانیف میں "الہدایہ" کو جو شہرت حاصل ہے وہ کسی اور تصنیف کو حاصل نہیں ہے۔ یہ امام مرغینانیؒ کے تحقیق و تدقیق، صلابت رائے اور اجتہادی ملکہ کا کامل ثبوت ہے۔ عصر حاضر میں علم قانون میں بے پناہ ترقی کے باوجود بھی اس کی افادیت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی ہے۔ آٹھ سو سال گزرنے کے باوجود اس کا مقام قانونی دنیا میں بلند و بالا ہی ہے۔ ہر دور کے فقہا، علما اور ماہرین قانون اس سے استفادہ کرتے رہے ہیں۔ اس سے بہتر جامع مانع و مدلل کتاب قانون میں ابھی تک نہیں آئی ہے، قدیم یا جدید قانون میں کوئی بھی کتاب عالمی سطح

پر اس قدر مقبولیت اور شہرت سے بہرور نہیں ہو سکی۔ یہ کتاب صدیوں سے دینی مدارس کے نصاب میں شامل ہے، فتاویٰ اور عدالتی فیصلوں کا اس پر کامل انحصار ہے۔ ہدایہ کی مدح میں جو اشعار لکھے گئے ہیں، وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔

"ان الہدایۃ کالقرآن قد نسختماصنعوا قبلھا الی الشرع من کتب

فاحفظ قواعدھا واسلک مسالکھایسلم مقالک من زیغ ومن کذب"

ترجمہ: جس طرح قرآن مجید نے پچھلی تمام کتابوں کو منسوخ کر دیا اسی طرح ہدایہ بھی ان تمام فقہی کتب پر غالب آگئی، جو پہلے لکھی جا چکی ہیں اس کے اصول و قواعد کو یاد کر لیجئے اور اس کے طریقہ کو لیجئے تو آپ کی گفتگو کجی اور جھوٹ سے محفوظ ومامون ہو جائے گی۔

الہدایہ کا اسلوب درس وتدریس:

امام مرغینانیؒ کا طریق استدلال یہ تھا کہ وہ ہر مسئلہ پر اقوال مختلفہ کو ان کے دلائل کے ساتھ پہلے بیان کر دیتے ہیں، حنفی مسلک میں ان کے ضمن میں سب سے پہلے وہ امام ابو یوسفؒ اور امام محمد بن حسن الشیبانیؒ کا مدعیٰ اور دلیل رقم کرتے ہیں اور آخر میں وہ قول جو ان کے نزدیک مذہب مختار ہوتا ہے، دلائل کے ساتھ بیان کرتے ہیں تاکہ تمام متذکرہ بالا اشکالات اور احتمالات کا اندفاع ہو جائے اور اس جواب کی حیثیت حتمی قرار پائے۔ آخر میں بیان کیا گیا قول مقبول بالعموم امام اعظم ابو حنیفہؒ کا ہوتا ہے۔ اگر کہیں یہ ترتیب بدل جائے، یعنی امام ابو حنیفہؒ کا قول پہلے بیان کر دے اور صاحبین کا بعد میں بیان کر دے تو یہ سمجھا جاتا ہے کہ امام مرغینانیؒ کا میلان اور ترجیح صاحبین کی قول کی طرف ہے یعنی آخر میں صاحب ہدایہ نے جو قول ذکر کیا ہے وہ ان کے نزدیک قول راجح ہے۔[5]

2: قال مشائخنا: یعنی ہمارے مشائخ نے کہا۔ الہدایہ کی مشہور شرح "العنایہ" کے مطابق اس سے امام مرغینانی کی مراد علماء ماوراء النہر، سمرقند اور بخارا ہیں۔[6] علامہ قاسم بیان کرتے ہیں کہ، مشائخ سے مراد عام طور پر وہ علماء ہیں جن سے امام مرغینانی کی ملاقات نہیں ہوئی ہے۔[7]

2: فی دیارنا: ابن ہمامؒ فتح القدیر میں لکھتے ہیں کہ "فی دیارنا" سے بھی امام مرغینانی کا مقصد ماوراء النہر، بخارا اور سمرقند کے علماء ہیں۔[8]

3: الآیۃ، الحدیث، الفقہ: امام مرغینانیؒ جب الآیۃ یا الحدیث لکھیں تو اس سے مطلب اپنے مدعیٰ کا استنباط ہوتا ہے، اس سے وہ آیت یا حدیث مراد ہوتی ہے جس کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہو۔ "الفقہ" سے مراد امام مرغینانیؒ دلیل عقلی لیتے ہیں جب کہ "الفقہ فیہ کذا" سے ان کی مراد عقلی استنباط ہوتی ہے۔[9]

4: لما بینا، لما ذکرنا والفقہ فیہ کذا: اس سے مراد امام مرغینانیؒ کا یہ اشارہ ہے کہ پہلے ایک آیت، حدیث یا استدلال عقلی کا ذکر ہو چکا ہے اور اب اس کی طرف صرف اشارہ مقصود ہے اور بعض اوقات لما ذکرنا، لکھتے ہیں تو اس سے مراد عمومی اشارہ ہوتا ہے کہ پہلے مسئلہ بیان ہو چکا ہے اور ابھی اس کو مکمل ذکر کرنے کی بجائے صرف اشارہ پر اکتفا کیا جا رہا ہے۔ والفقہ فیہ کذا لکھ کر عقلی استنباط مراد لیتے ہیں۔[10]

5: قول الصحابی: اس سے مراد اثر لیتے ہیں، صاحب ہدایہ خبر اور اثر میں فرق جائز نہیں قرار دیتے ہیں۔

6: الاصل: امام مرغینانیؒ کے ہاں "الاصل" سے مراد امام محمدؒ کی المبسوط ہوتی ہے۔ اکثر وہ لکھتے ہیں کذا فی الاصل۔[11]

7: المختصر، الکتاب: المختصر سے مراد مختصر القدوری ہے جبکہ "الکتاب" سے مقصود کبھی جامع الصغیر ہوتا ہے، کبھی قدوری اور کبھی اپنا اصل متن یعنی "بدایۃ المبتدی" مراد ہوتا ہے۔[12]

8: ھذا الحدیث محمول علی المعنی: یہ حدیث فلان معنی پر محمول ہوتا ہے اس کا مطلب امام مرغینانیؒ کا یہ ہوتا ہے کہ ائمہ حدیث نے اس معنی پر محمول کیا ہے، اگر مرغینانیؒ نے "نحملہ" لکھا ہے تو اس سے مراد یہ ہوتا ہے کہ یہ میری اجتہاد ہے پہلے ائمہ حدیث نے یہ معنی بیان نہیں کیا ہے۔[13]

9: عند فلان، عن فلان، اول الذکر، اخر الذکر: علامہ عینیؒ لکھتے ہیں کہ "عن فلان" ظاہر الروایہ کے علاوہ دیگر کے لیے استعمال ہوتا ہے، ابن ہمام فرماتے ہیں کہ "عند" کا کلمہ مذہب فقہی پر دلالت کرتا ہے۔[14] اول الذکر سے مراد کسی امام کا مذہب ہوتا ہے، جبکہ آخر الذکر سے مراد کسی کی روایت ہوتی ہے۔

10: امام مرغینانیؒ کی الہدایہ میں جب جامع الصغیر اور قدوری کے عبارت میں اختلاف پیدا ہوتا ہے تو امام مرغینانیؒ جامع الصغیر کی عبارت کو فوقیت دیتے ہیں اور اس پر اپنی قول کی تصریح کرتے ہیں۔[15]

11: قالوا: جس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہوتا ہے وہاں لفظ "قالوا" استعمال کرتے ہیں جس سے اس مسئلہ کی مختلف فیہ حیثیت اجاگر ہو جاتی ہے۔

12: سوال مقدر: امام مرغینانی بعض احکام کی وضاحت کے لیے سوال مقدر کرتے ہیں مثلاً 'فان قیل کذا'، 'قلنا کذا'، 'فان قال قائل فنقول'، سوال مقدر کے بعد متصلاً جواب دیتے ہیں، اس طریقے سے مرغینانیؒ نے بہت سے مسائل حل کیے ہیں۔

13: مسائل اصول، ظاہر الروایہ: امام مرغینانیؒ جب الہدایہ میں اصول یا ظاہر الروایہ کا ذکر کریں تو اس سے مراد امام محمدؒ کی چھ کتابیں ہوتی ہیں؛ مبسوط، زیادات، جامع الصغیر، جامع الکبیر، السیر الصغیر، السیر الکبیر۔

14: مسائل النوادر: اس سے امام مرغینانیؒ کی وہ کتب مراد ہوتی ہیں جو ظاہر الروایہ کے علاوہ ان چار میں سے ہیں:

(1) الرقیات: وہ مسائل جو امام محمدؒ نے اس وقت لکھے ہیں جب وہ 'رقہ' میں قاضی تھے اور ان سے محمد بن سماء نے روایت کیے۔

(2) الکیسانیات: وہ مسائل جو امام محمدؒ نے ابو عمر اور سلیمان بن شعیب الکیسانی کے لیے جمع کیے۔

(3) الھارونیات: جو مسائل امام محمدؒ نے ہارون الرشید کے دور میں جمع کیے ہیں۔

(4) الجرجانیات: وہ مسائل جو امام محمدؒ نے جرجان میں جمع کیے ہیں۔

کتب الامالی: اس سے مراد وہ مسائل ہیں جو امام ابو یوسفؒ سے مروی کی گئی ہیں۔[16]

علمی دنیا میں اگر ہم الہدایہ اور صاحب ہدایہ کی مقبولیت اور افادیت پر نظر ڈالیں تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ہر زمانے میں الہدایہ پر علمی کام ہو چکا ہے اور اب بھی لوگ اس پر علمی کام کر رہے ہیں اور آیندہ بھی اس پر علمی کام ہوتے رہیں گے۔ ماضی میں اس پر کیے گئے کام کا مختصر جائزہ حسب ذیل ہے۔

الہدایہ پر ہونے والا علمی کام:

1: تخریج الاحادیث

الہدایہ کی احادیث پر جن لوگوں نے اعتراضات کیے ان اعتراضات کو ختم کرنے کے لیے اس کی احادیث کی تخریج کی گئی ہے، مختلف لوگوں نے اس کی تخریج پر کام کیے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

1: العنایہ بمعرفۃ الاحادیث الہدایہ، شیخ محی الدین عبدالقادر بن محمد القرشی المصری (757م)

(2) الکافیہ فی معرفۃ احادیث الھدایۃ، یہ شیخ علاؤالدین علی بن عثمان المعروف بابن الترکمانی المارديني (750ء)

(3) نصب الرایہ لاحادیث الہدایہ، شیخ جمال الدین عبداللہ بن یوسف الزیلعی (762ء)

(4) الدرایہ فی منتخب احادیث الہدایہ، حافظ ابن حجر عسقلانی (852ھ) یہ کتاب دراصل امام زیلعی کی نصب الرایہ کی تلخیص ہے۔[17]

شروح الہدایہ:

الہدایہ کی بہت سے شروح لکھی گئی ہیں جس سے امام مرغینانیؒ کا فقہی تبحر اور کمال علم ظاہر ہوتا ہے، ان میں سے چند مشہور یہ ہیں:

1: الفوائد مصنف حمید الدین علی بن محمد بن العزیز البخاری (667ھ)

2: نھایۃ الکفایۃ فی درایۃ الہدایہ، مصنف تاج الشریعہ[18] عمر بن صدر الشریعہ الاول عبید اللہ المحبوبی الحنفی (672ھ)

3: الغایہ: مصنف ابو العباس احمد بن ابراہیم السروجی القاضی الحنفی (710ھ) اس کی تکمیل قاضی سروجی کے انتقال کے بعد قاضی سعد الدین محمد الدیری (867ھ) نے مسلک سروجی کی مطابق کی۔

4: النہایہ: مصنف حسام الدین حسین بن علی جو مشہور، الصغناقی الحنفی، سے ہیں یہ سات سو ہجری میں مکمل ہوا اس کی تلخیص خلاصۃ النھایہ فی فواید الہدایہ، اس کا مصنف ہے جمال الدین محمود بن احمد السراج القونوی (770ھ) ہے۔

5: معراج الدرایہ الی شرح الہدایۃ: اس کا مصنف ہے قوام الدین محمد بن محمد البخاری السکاکی (749ھ) ہے۔

6: غایۃ البیان ونادرۃ الاقران اس کا مصنف قوام الدین امیر کاتب بن امیر عمر الاتقاقی الحنفی (758ھ) یہ دو جلدوں پر مشتمل ہے تقریبا چھبیس سال میں یہ مکمل ہوئی ہیں۔

7: الکفایہ فی شرح الہدایہ: سید جلال الدین الکرلانی (767ھ)

8: شرح الہدایہ، حافظ الدین ابو البرکات عبد اللہ بن احمد النسفی، (710ھ)

9: فتح القدیر کمال الدین محمد بن عبد الواحد السیواسی جو ابن ہمام نسفیؒ کے نام سے مشہور ہے، یہ اہل علم میں بہت مشہور اور مقبول ہے۔ ملا علی قاری نے اس پر حاشیہ لکھا ہے جو دو جلدوں پر مشتمل ہے۔

10 نتائج الافکار فی کشف الرموز والاسرار مصنف شمس الدین احمد بن قورد جو مفتی قاضی زادہ کے نام سے مشہور ہے۔

11۔ العنایہ: شیخ اکمل الدین محمد بن محمود البابرتی الحنفی (786ھ) یہ دو مجلدات پر مشتمل ہے اور اس میں تین ہزار مسائل بیان ہوئے ہیں، محمد بن ابراہیم الدروری مصری نے اس پر حاشیہ لکھا ہے اسی طرح مولانا احمد رضا خان[19] نے بھی اس پر حاشیہ لکھا ہے۔

12: البنایہ اس کا مصنف ہے قاضی بدر الدین محمود بن احمد جو العینی کے نام سے مشہور ہے۔

13: زبدۃ الدرایہ مصنف قاضی عبد الرحیم ابن علی الامدی 15: توجیہ العنایہ لجمع شروح الوقایہ یہ دو مجلدات پر مشتمل ہیں۔

14: شرح الہدایہ: اس نام سے بہت سے مصنفین نے شروح لکھی ہیں شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہر القادری نے تقریبا بارہ لکھے ہیں۔[20]

الہدایہ کے حواشی:

ہدایہ پر بہت سے حواشی لکھے گئے ہیں اس میں مشہور حواشی یہ ہیں:

1: حاشیۃ الہدایہ: اس کا مصنف ہے جلال الدین عمر بن محمد الجنازی (691ھ) اس کی تکمیل محمد بن احمد القونوی نے کی اور اس کا نام تکملۃ الفواید رکھا ہے۔

2: حاشیۃ الہدایہ اس کا مصنف ہے محب الدین محمد بن احمد، مولانا زادہ الاقسرائی الحنفی (879ھ)

3: حاشیۃ الہدایہ: اس کا مصنف ہے مصلح الدین مصطفیٰ ابن شعبان السروری (969ھ)

4: حاشیۃ الہدایہ ابن بالی صاحب الذیل (992ھ)

5: حاشیۃ الہدایہ مولانا ہداد جونپوری

6:حاشیۃ الہدایہ مولانا عبد الغفور

7:حاشیۃ الہدایہ مولانا احمد رضا خان بریلوی

8:حاشیۃ الہدایہ:مولانا عبد الحلیم لکھنوی

9:حاشیۃ الہدایہ مولانا عبد الحئ لکھنوی[21] **اختصار و تلخیص**

متعدد علمانے ہدایہ کی تلخیص کر کے مختصر کیا ہے جن میں سے بعض یہ ہیں:

1:الکفایہ فی تلخیص الہدایہ اس کا مصنف ہے، علاؤالدین علی بن عثمان المارد ینی(750ھ)

2:العنایہ بستان الہدایہ جلال الدین احمد بن یوسف البتانی۔

3:سلالۃ الہدایہ ابراہیم بن احمد الموصلی(652ھ)۔

4:الوفایہ اس کا مصنف ہے تاج الشریعہ محمود المحبوبی صدر الشریعہ نے النقایہ میں اس کا مزید اختصار کیا ہے۔

6: تلخیص الہدایہ اس کا مصنف ہے قاضی علاؤالدین محمود بن عبد اللہ بن صاعد الحارثی المروزی(606ء)

تجرید المسائل:

الہدایہ مسائل مع الدلائل بیان کرنے کی وجہ سے نہایت طویل ہو چکی ہے، اختصار کی غرض سے بعض علماء نے اس کے مسائل کو بغیر دلائل کے ذکر کیا ہے ان میں سے چند کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

1:اصحاب البدایہ والنہایہ فی تجرید مسائل الہدایہ:اس کا مصنف ہے کمال الدین محمد بن احمد طاش کبری زادہ الرومی الحنفی(1080ھ)

2:الرعایہ فی تجرید المسائل الہدایہ:اس کا مصنف ہے ابو الطیع محمد بن عثمان ابن الاقرب(774ھ)

جواب الجروح:

الہدایہ کے مسائل اور دلائل پر بعض لوگوں بہت سے اعتراضات کیے ہیں تو بعض علمانے اس کے اعتراضات جمع کر کے اس کے مدلل جوابات دیے ہیں، ان میں سے بعض کتب یہ ہیں:

1: ترغیب اللبیب : اس کا مصنف علامہ عبد الرحمان بن کمال ہے۔ اس نے ہدایہ کی تمام شروح کو جمع کر کے ان سے جروح، اشکالات اور اعتراضات کو جمع کیا اور اس کا مدلل انداز میں جواب دیا ہے، ابن کمال نے حرم مکہ میں تصنیف کی اور خلافت عثمانیہ کے سلطان سلیم الثانی کو ہدیتاً پیش کی اس لیے کہ خلافت عثمانیہ کے دور میں سرکاری طور پر فقہ حنفی نافذ تھی اور الہدایہ فقہ حنفی میں ایک بنیادی حوالے کا درجہ رکھتی ہے۔[22]

تعلیقات:

الہدایہ پر ہونے والے وقیع علمی کاموں میں ایک کام تعلیقات کا بھی ہے اور بہت سے علماء نے اس پر شروح لکھی ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں:

1۔ تعلیقات: اس کا مصنف سعد اللہ بن عیسی المفتی(945ھ) ہے، ان سے ان کے شاگرد علامہ عبد الرحمان نے جمع کیا ہے

2:التعلیقات: اس کا مصنف سراج الدین عمر بن علی الکتانی ہے جو قاری الہدایہ کے نام سے مشہور ہے(773ھ)

3:التعلیقات: ابو السعود ابن محمد العمادی(982ھ) یہ صرف کتاب البیع پر لکھی گئی ہیں۔

4:التعلیقات عبد الحلیم بن محمد جو باخی زادہ کے نام سے مشہور ہے۔

5:التعلیقات مولوی عطاء اللہ۔

6:التعلیقات۔ علی بن قاسم الزرتونی۔

7:التعلیقات مولوی صار کرزادہ محمد (990ھ)۔

8:التعلیقات یعقوب بن ادریس الرومی (833ھ)۔

9:التعلیقات یوسف سنان پاشا بن حضر بیک (891ھ)۔

10:التعلیقات سیف الدین احمد حفید السعد التفتازانی (906ھ) اس کے علاوہ پندرہ تک شیخ الاسلام طاہر القادری صاحب نے لکھا ہے۔[23]

شرح الاجزاء:

بعض علمانے الہدایہ کے بعض اجزا کی شروح لکھی ہیں جن میں سے چند بطور نمونہ یہ ہیں:

1:ترغیب الادب: احمد بن مصطفیٰ جو کبری زادہ کے نام سے مشہور ہے انہوں نے الہدایہ کے دیباچہ پر شرح لکھی ہے جس پر عبد الرحمٰن بن علی الایاسی نے تعلیق کی ہے۔

2:نھافۃ الامجاد۔ علامہ ابو السعود یہ الہدایہ کی کتاب الجہاد کی شرح ہے۔[24]

الہدایہ کے مشتملات:

الہدایہ آج سے نو سو سال پہلے لکھی گئی ہے لیکن یہ قانونی مسائل سے گہری واقفیت کی حامل ہے اور قانون کی تالیف و تشکیل کی بنیادی صلاحیت پیدا کرتی ہے، الہدایہ کی یہ خصوصیت عصر حاصر میں بھی مسلم اور کار آمد ہے۔ اگر جدید مغربی قانون کے ساتھ اس کا تقابل کیا جائے تو اس کی اصل قدر و منزلت ظاہر ہو جائے گی کہ یہ کتنی قیمتی کتاب ہے۔ ذیل میں اس کتاب کا اجمالی خاکہ پیش کیا جارہا ہے جو اس کی جامعیت اور علمی تشخص کو واضح کرنے کے لیے کافی ہے۔

الہدایہ کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اول حصے کو ہدایہ اولین جو صلوۃ اور نکاح پر مشتمل ہے جبکہ دوسرے حصہ کو ہدایہ آخرین کہا جاتا ہے جو نکاح اور بیوع پر مشتمل ہے اس کے ابواب اور فصول کی تفصیل درج ذیل ہے:

کتاب الطھارات 5 ابواب 7 فصول پر مشتمل ہے۔

کتاب الصلوٰۃ 22 ابواب 13 فصول پر مشتمل ہے۔

کتاب الزکوٰۃ 7 باب 7 فصول پر مشتمل ہے۔

کتاب الصوم 2 باب 2 فصول پر مشتمل ہے۔

کتاب الحج 10 ابواب 6 فصول پر مشتمل ہے۔

کتاب النکاح 5 ابواب 2 فصول پر مشتمل ہے۔

کتاب الرضاع

کتاب الطلاق 15 ابواب 17 فصول پر مشتمل ہے۔

کتاب العتاق 6 ابواب 1 فصل پر مشتمل ہے۔

کتاب الایمان 11 ابواب 3 فصول پر مشتمل ہے۔

کتاب الحدود 4 ابواب 2 فصول پر مشتمل ہیں اس کے آخر میں ایک فصل تعزیر پر بھی مشتمل ہے۔

کتاب السرقۃ 3 ابواب 2 فصول پر مشتمل ہے۔

کتاب السیر 9 ابواب 6 فصول پر مشتمل ہے۔

کتاب اللقیط

کتاب اللقطہ

کتاب الاباق

کتاب المفقود

کتاب الشرکۃ 3 فصول پر مشتمل ہے۔

کتاب الوقف 1 فصل پر مشتمل ہے۔

الہدایہ آخرین

کتاب البیوع 10 ابواب 5 فصول پر مشتمل ہیں

کتاب الصرف

کتاب الکفالہ 2 ابواب 1 فصل پر مشتمل ہے۔

کتاب الحوالہ

کتاب ادب القاضی 2 ابواب 5 فصول پر مشتمل ہے۔

کتاب الشہادہ 3 ابواب 3 فصول پر مشتمل ہے۔

کتاب الرجوع عن الشہادات

کتاب الوکالۃ 3 ابواب 4 فصول پر مشتمل ہے۔

کتاب الدعویٰ 4 ابواب 3 فصول پر مشتمل ہے۔

کتاب الصلح 2 ابواب 3 فصول پر مشتمل ہے۔

کتاب الاقرار 2 ابواب 2 فصول پر مشتمل ہے۔

کتاب المضاربہ 1 باب 5 فصول پر مشتمل ہے۔

کتاب الودیعہ

کتاب العاریہ

کتاب الاجارات 7 ابواب 2 فصول پر مشتمل ہے۔

کتاب الھبہ 1 باب 2 فصول پر مشتمل ہے۔

کتاب المکاتب 4 ابواب 3 فصول پر مشتمل ہے۔

کتاب الولاء 1 فصل پر مشتمل ہے۔

کتاب الاکراہ 1 فصل پر مشتمل ہے۔

کتاب الحجر 2 ابواب 1 فصل پر مشتمل ہے۔

کتاب الماذون 1 فصل پر مشتمل ہے۔

کتاب الغصب 3 فصول پر مشتمل ہے۔

کتاب الشفعہ 3 ابواب 5 فصول پر مشتمل ہے۔

کتاب القسمہ 1 باب 4 فصول پر مشتمل ہے۔

کتاب الزراعہ

کتاب المساقاۃ

کتاب الذبائح 1 فصل پر مشتمل ہے۔

کتاب الاضحیہ

کتاب الکراہیہ 6 فصول پر مشتمل ہے۔

کتاب احیاء الموات 4 فصول پر مشتمل ہے۔

کتاب الاشربہ 1 فصل پر مشتمل ہے۔

کتاب الصید 1 فصل پر مشتمل ہے کتاب الرہن 3 فصول پر مشتمل ہے۔

کتاب الجنایات 4 ابواب پر مشتمل ہے۔

کتاب الدیات 5 ابواب 7 فصول پر مشتمل ہے۔

کتاب المعاقل

کتاب الوصایا 7 ابواب 3 فصول پر مشتمل ہے۔

کتاب الخنثیٰ 3 فصول پر مشتمل ہے۔

خلاصہ بحث

کتاب "الہدایہ" فقہ حنفی کی مشہور اور مستند کتب میں ایک عظیم الشان کتاب ہے جو دو حصوں پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب امام مرغینانیؒ کی تحقیق و تدقیق، صلابت رائے اور اجتہادی ملکہ کا کامل ثبوت ہے۔ عصر حاضر میں قانون کے سیاق وسباق میں اس کی افادیت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی ہے۔ آٹھ سو سال گزرنے کے باوجود اس کا مقام قانونی دنیا میں بلند وبالا ہی ہے۔ ہر دور کے فقہا، علما اور ماہرین قانون اس سے استفادہ کرتے رہے ہیں۔ اس سے بہتر جامع مانع ومدلل کتاب قانونی دنیا میں ابھی تک سامنے نہیں آئی ہے، قدیم یا جدید قانون میں کوئی بھی کتاب عالمی سطح پر اس قدر مقبولیت اور شہرت سے بہرور نہیں ہو سکی۔ یہ صدیوں سے دینی مدارس کے نصاب میں شامل ہے، فتاویٰ اور عدالتی فیصلوں کا اس پر کامل انحصار ہے۔ نیز اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ اس کتاب پر مختلف نوعیت کے تحقیقی کام ہوئے ہیں مثلاً، اس کی احادیث کی تخریج، حواشی، تعلیقات، اجزاء کے شروح، تجرید المسائل، جروح اور اختلافات ائمہ وغیرہ۔ یہ کتاب اب بھی محققین کے لیے نہ صرف بنیادی مصدر کی حیثیت رکھتی ہے بلکہ اس کتاب پر مختلف پہلوؤں سے تحقیق کا موضوع بنایا جاتا ہے۔

مصادر و مراجع:

[1] ۔اصل نام محمد عبدالستار الکردہے کرد کو نسبت ایک قریہ کی وجہ سے ہے جو خوارزم کے نواح میں ہے، شمس الائمہ کے نام سے مشہور ہے تاریخ ولادت 559ھ ہے اور وفات 662ھ ہے۔

[2] ۔ لکنوی، مقدمۃ الہدایہ ج، 1 ص 5

[3] ۔طاہر القادری، تاریخ فقہ میں صاحب ہدایہ کا مقام، ص 33

[4] ۔بطاش کبری زادہ ا، حمد بن مصطفیٰ، مفتاح السعادہ و مصباح السیادہ، بیروت، دارالکتب العلمیہ سطن ج،2ص 127

[5] ۔ابن ہمام، کمال الدین محمد بن عبدالواحد السیواسی (المتوفیٰ 861ھ)، فتح القدیر، بیروت، دارالفکر۔ سطن، ج،4ص 41-44

[6] ۔البابرتی، ابوعبداللہ محمد بن محمد بن محمود اکمل الدین ابن الشیخ شمس الدین ابن الشیخ جمال الدین الرومی (المتوفی:786)العنایہ شرح الہدایہ بیروت، دالفکر، ج7، ص159

[7] ۔ابن عابدین،، محمد أمين بن عمر بن عبد العزيز عابدين الدمشقي الحنفي (المتوفى:1252ه۔)، ردالمختار علی درالمختار، سن اشاعت 1992ء ج،5ص 287

[8] ۔ابن ہمام، فتح القدیر، ج،4ص 41-44

[9] ۔البابرتی، العنایہ شرح الہدایہ، ج، 1ص 345

[10] ۔البابرتی، العنایہ شرح الہدایہ، ج، 1ص 345

[11] ۔البابرتی، العنایہ، شرح الہدایہ، ج،5، ص 333

[12] ۔القادری، ہدایہ فقہ میں ہدایہ کا مقام و مرتبہ ص 27

[13] ۔ لکنوی، مقدمۃ الہدایہ، ج، 1ص 8

[14] ۔لکھنوی، مقدمۃ الہدایہ، ج، 1ص 9

[15] ۔ حوالہ بالا

[16] ۔طاہر القادری، فقہ میں امام محمد کا مقام و مرتبہ، ص 29

[17] حاجی خلیفہ، مصطفیٰ بن عبداللہ کاتب جلبی القسطنطینی (1067ح) کشف الظنوب عن اسامی الکتب والفنون، بغداد، مکتب المثنیٰ، سن اشاعت 1941ء ج،2ص 203۔

[18] ۔اصل نام محمد بن احمد بن عبداللہ بن ابراہیم المحبوبی اور بعض کتابوں میں محمود بن احمد نام ہے تاج الشریعہ کے لقب سے مشہور ہے فقیہ اور عالم تھے اس مذکورہ تصنیف کے علاوہ اور تصانیف بھی ہیں۔672ھ میں وفات پائی۔

[19] ۔اصل نام محمد ہے والد کا نام نقی علی خان اور احمد رضا خان کے نام سے مشہور ہے 14 جون 1856 عیسوی میں بریلی میں پیدا ہوئے تھے اور 28 اکتوبر 1921 عیسوی میں وفات پاچکا ہے۔ نامور فقیہ، محدث، اصولی۔ ریاضی دان، نعت گو و شاعر تھے مذکورہ کتاب کے علاوہ اور بھی کتب لکھے ہیں۔

[20] ۔طاہر القادری فقہ میں صاحب ہدایہ کا علمی مقام و مرتبہ، ص 33

[21]۔کنیت ابوالحسنات لکھنوی ہے اصل نام عبدالحئ لکھنوی ہے 26 ذیقعدہ 1264ھ بمطابق 24 اکتوبر 1848 عیسوی کو باندہ ہندوستان میں پیدا ہوئے تھے۔ آپؒ اپنی زمانے کے عظیم عالم دین تھے جو بہت سے معروف کتب کے مصنف ہیں آپؒ ربیع الاول 1304ھ بمطابق 1886 عیسوی کو 39 سال کی عمر میں وفات پائی۔

[22] ۔طاہر القادری، فقہ میں ہدایہ کا مقام ومرتبہ، ص36

[23] ۔طاہر القادری، فقہ میں ہدایہ کا مقام ومرتبہ، ص36

[24] ۔طااہر القادری، فقہ میں الہدایہ کا مقام ومرتبہ ص40